قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 23 جون 2020ء | یکم ذوالقعدہ 1441ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:150

ارشادِ باری تعالیٰ

فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ

(الحج:31)

پس بتوں کی پلیدی سے احتراز کرو اور جھوٹ کہنے سے بچو۔

فرمانِ خلیفہ وقت

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ دنیا دار کہتا ہے کہ کس طرح جھوٹ چھوڑیں۔ اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ یہ صرف بہت بڑے مفاد کے حصول کے لئے نہیں ہے بلکہ دنیاداروں کی تو یہ حالت ہے کہ ہر معاملے میں چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ دنوں جو نیا نیشنل جیوگرافک رسالہ آیا جھوٹ کے بارے میں مختلف مضامین تھے۔ اس میں ایک بڑا مضمون تھا اور یہ تحقیق تھی کہ ہم جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟ اس نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ بظاہر کامیابیاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ کامیابیاں جھوٹ کی وجہ سے ہوتی ہیں اس نے بھی یہی لکھا ہے اور اس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے کہ جھوٹ بولنا انسان کی فطرت ہے۔ حالانکہ یہ انسان کی فطرت نہیں بلکہ ماحول جھوٹا بناتا ہے اور کیونکہ ان لوگوں کے تو پھر اپنے دنیاوی مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ اس طرح اسی مضمون میں اس نے جھوٹ بولنے کو ہوا دی ہے۔ justify کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ عادت بچپن سے ہی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ بچپن میں بھی ماحول ایسا ہوتا ہے جو عادت ڈالتا ہے۔ اور اب تو ان کا یہ حال ہے کہ بڑے فخر سے ان لوگوں کی تصویریں دی گئی ہیں جو جھوٹ بولنے کے مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں۔ بڑے چیمپئن بنتے ہیں اور اس بات پر انعام دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک انعام حاصل کرنے والے نے کہا کہ میری بعض کہانیاں جو میں بیان کرتا ہوں کچھ تو صحیح ہوتی ہیں لیکن ان کہانیوں میں بھی اگر جھوٹ کی ملمع سازی نہ ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تو لوگوں کے لئے میری باتیں انتہائی بورنگ (boring) ہو جائیں کوئی ان پہ توجہ نہ دے۔ اس لئے لوگوں کی توجہ کھینچنے کے لئے جھوٹ بولتا ہوں۔ پھر اسی مضمون میں بچوں سے لے کر سیاستدانوں اور مختلف پیشوں سے لے کر سائنسدانوں تک کی یہی باتیں ہیں کہ ان کی باتوں میں جھوٹ شامل ہوتا ہے اور اس معاشرے میں، ماحول میں اتنا جھوٹ ہے کہ ہر جگہ جھوٹ ہی جھوٹ نظر آئے گا اور ان کے خیال میں اس سے بچنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اس لئے مجبوری ہے کہ ہم جھوٹ بولیں۔ ہم لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا، مغربی قوموں کا سچائی کا معیار بہت اچھا ہے تو اس مضمون کو پڑھ کر لگتا ہے کہ ان کی ہر بات کی بنیاد جھوٹ

بقیہ صفحہ 2 پر

اس شمارہ میں

- دربار خلافت
- بہت ہو چکی اے زمانے کے مالک، بس اب اپنے لطف و کرم کی نظر کر
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاوند کی حیثیت میں
- کیو نیکیشن سائنس از روئے قرآن

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

’’ہلاکت ہے اس کے لئے جو اس لئے جھوٹ بولتا ہے تا کہ اس سے لوگوں کو ہنسائے۔ تباہی ہے اس کے لیے، تباہی ہے اس کے لیے۔‘‘

(ابو داؤد کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

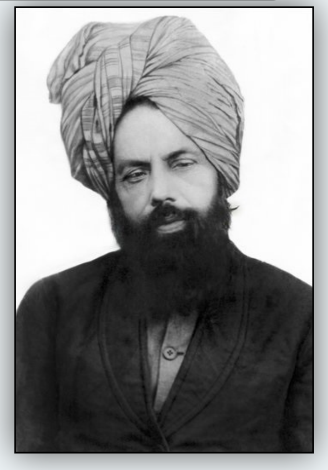

حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بت ہے

’’قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رِجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (الحج:31)۔ دیکھو یہاں جھوٹ کو بت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بھی بجز ملمّع سازی کے اَور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔ مدّت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت ان کو ہو گی‘‘۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 350۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

’’یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیادار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔ اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا ان کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے۔ اور کسی اَور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں‘‘۔

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 478 تا 480۔ ایڈیشن 2009ء مطبوعہ انگلستان)

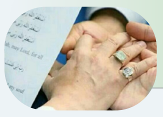

دربارِ خلافت

تم میں سے ایک گروہ ہونا چاہئے جو دین کا علم حاصل کرے

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

پس جو واقفین نَو لڑکے خاص طور پر اپنی تعلیم مکمل کر چکے ہیں خود بھی اپنی ظاہری اور مالی حالت کی بہتری کی بجائے روحانی حالت میں بہتری کی کوشش کریں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر احمدی سے اس بات کی توقع رکھتے ہیں کہ اس کا معیار انتہائی بلند ہو تو ایک شخص جس کے ماں باپ نے پیدائش سے پہلے اس کو دین کے لئے وقف کر دیا اور اس کے لئے دعائیں بھی کی ہوں اس کو کس قدر ان معیاروں کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ اُسے سُنے یا نہ سُنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے۔اور حیاتِ طیّبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے اپنی زندگی وقف کرے۔اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جاوے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی، میری موت، میری قربانیاں، میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اُس کی رُوح بول اٹھے اَسۡلَمۡتُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (البقرۃ:132)‘‘ کہ میں تو اپنے ربّ کا فرمانبردار ہو چکا ہوں۔فرمایا ’’جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا، خدا میں ہو کر نہیں مرتا وہ نئی زندگی پا نہیں سکتا۔پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف مَیں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔‘‘ یہی بنیاد ہے اور یہی مقصد ہے ’’پھر تم اپنے اندر دیکھو کہ تم میں سے کتنے ہیں جو میرے اِس فعل کو اپنے لئے پسند کرتے اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 100۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس واقفین نَو کو عام احمدی سے بلند ہو کر یہ مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔دین کی خاطر دوسرے بھی وقف کرتے ہیں اور ہر ایک وقف کر بھی نہیں سکتا۔یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے ایک گروہ ہونا چاہئے جو دین کا علم حاصل کرے اور پھر جا کے اپنے لوگوں کو بتائے۔دنیاوی کاموں میں بھی الجھے ہوئے ہیں۔لیکن حضرت مسیح موعودؑ نے یہ بھی فرمایا کہ دنیاوی کام کرتے ہوئے بھی خدا کا خوف اور دین مقدم ہونا چاہئے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 91۔ایڈیشن 1985ئ مطبوعہ انگلستان)

واقفین نَو کو تو اپنے قناعت کے معیاروں کو بہت بڑھانا چاہئے۔اپنی قربانی کے معیاروں کو بہت بڑھانا چاہئے۔یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ ہم مالی لحاظ سے کمزور ہوں گے تو ہمیں شاید ہمارے بہن بھائی کمتر سمجھیں یا والدین ہمیں اس طرح توجہ نہ دیں جس طرح باقیوں کو دے رہے ہیں۔اول تو والدین کو ہی یہ خیال کبھی دل میں نہیں لانا چاہئے کہ واقفین زندگی کمتر ہیں۔واقفین زندگی کا معیار اور مقام ان کی نظر میں بہت بلند ہونا چاہئے۔لیکن واقفین زندگی کو خود اپنے آپ کو ہمیشہ دنیا کا عاجز ترین بندہ سمجھنا چاہئے۔

واقفین نَو کو جہاں قربانی کا معیار بڑھانا ہے وہاں اپنی عبادتوں کے معیار کو بھی بلند کرنا چاہئے، اپنی وفا کے معیار کو بھی بڑھانا چاہئے۔اپنے اور اپنے والدین کے عہد کو پورا کرنے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں اور استعدادوں سے کام لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔دین کی خاطر، دین کی سربلندی کی خاطر کام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔تب اللہ تعالیٰ بھی نوازتا ہے اور کسی کو بغیر جزا کے اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑتا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ایک موقع پر اپنے عہدوں کو وفا کے ساتھ پورا کرنے کے بارے میں نصیحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی ہے جیسا کہ فرمایا ہے: وَاِبۡرٰہِیۡمَ الَّذِیۡ وَفّٰۤی (النجم:38) کہ اس نے جو عہد کیا اسے پورا کر کے دکھایا‘‘۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 234۔ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس عہدوں کو پورا کرنا کوئی معمولی چیز نہیں ہے اور وہ عہد جو وقف زندگی کا عہد ہے جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درد بھرے الفاظ ہم سن چکے ہیں یہ کیسا عظیم عہد ہے۔اگر ہر وقف نَو لڑکا اور لڑکی اپنے اس عہد کو وفا کے ساتھ پورا کرنے والا ہو تو ہم دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔بعض نوجوان جوڑے میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں بھی وقف نَو ہوں، میری بیوی بھی وقف نَو ہے، میرا بچہ بھی وقف ہے۔یا ماں کہے گی کہ میں وقف نَو ہوں، باپ کہے گا میں وقف نَو ہوں اور میرا بچہ وقف نَو ہے تو یہ بڑی قابل تعریف بات ہے۔لیکن اس کا حقیقی فائدہ تو جماعت کو تبھی ہو گا جب وفا کے ساتھ اپنے وقف کے عہد کو پورا کریں گے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 28/اکتوبر 2016ء بمطابق 28/اخاء 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا)

بقیہ: فرمانِ خلیفہٴ وقت...... از صفحہ 1

پر ہے۔انہوں نے پہلے جو ابتدائی سروے کیا اس سے پتا چلا کہ ہر شخص روزانہ تین چار جھوٹ بولتا ہے اور یہ سب جھوٹ جو مثلاً مختلف قسم کے جھوٹ ہیں، یہ جھوٹ اس لئے ہیں کہ کسی کی صحیح رہنمائی نہ کرو۔کسی کی گائیڈنس کرنی ہے یا کسی کو رہنمائی دینی ہے تو صحیح نہ کرو۔اس میں بھی جھوٹ بولا۔کسی کو دھوکہ دینا ہے تو اس کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔پھر جو یہ ساری ریسرچ کی ہے اس میں جھوٹ بولنے کی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔پھر اور مختلف بہانے ہیں دھوکہ دینے کے لئے، اپنی کمزوریاں چھپانے کے لئے، اپنے بارے میں غلط تاثر قائم کروانے کے لئے، اپنی خود پسندی کے لئے جھوٹ بولا جاتا ہے۔یہ تو چھوٹے چھوٹے جھوٹ ہیں۔بڑے جھوٹوں میں اُس نے ذکر کیا کہ خاوند اور بیوی اپنے تعلقات میں جو ایک دوسرے کے غیروں سے ہوتے ہیں ان کو چھپانے کے لئے جھوٹ بولتے ہیں۔جب بیوی اور خاوند کی دوستیاں آزادی کی وجہ سے غلط رنگ میں ہو جاتی ہیں تو اس پہ جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ایک آزاد معاشرے کی یہ بھی بڑی برائی ہے کہ اس طرح آزادانہ میل ملاپ کی وجہ سے غلط تعلقات قائم ہو جاتے ہیں اور پھر جب جھوٹ کا پول کھلتا ہے تو پھر لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔پھر ان کی علیحدگیاں اور طلاقوں تک نوبت آ جاتی ہے۔

ہمارے ہاں بھی اگر آپ جائزہ لیں تو گھروں کی لڑائیاں، طلاق اور خلع کی نوبت اس لئے آتی ہے کہ جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 16 جون 2017ء)

ایڈیٹر کی ڈاک

تاثرات ... تجاویز ... آراء

الفضل آن لائن کی سہولت ہمارے لئے بہت بڑی سعادت ہے۔۔اس میں مجھے ان عنوانات پر لکھے گئے مضامین پڑھنے کا موقع ملا ہے جو کہ زیادہ تر دلچسپ اور معلوماتی ہوتے ہیں۔۔

آج بروز 11 جون کے الفضل کا یہ مضمون « کچھ دن پہلے ان آنکھوں آگے کیا کیا نہ نظارہ گزرا تھا « نہایت ہی خوبصورت اور دلچسپ مضمون لگا۔۔۔اس کو پڑھ کر واقعی دل للچایا کہ ہمیں بھی پہلے وقتوں کی طرح کی عیدمنانے کا موقع مل سکے۔۔ان تمام مناظر کو سوچنا ہی اس قدر خوبصورت اور حقیقی تھا کہ گویا عید کا جشن ہمارے سامنے ہی منایا جا رہا ہو۔۔

میں الفضل کی نہایت شکر گزار ہوں کہ اسکے ذریعے ہمیں اپنے بڑوں کے گزارے گئے خوبصورت ماضی اور تہواروں کو جاننے کا موقع ملتا ہے۔۔

(امتہ الحیٰ)

امید ہے بفضل تعالیٰ خیریت سے اور ہمہ تن خدمت دینیہ میں مصروف ہونگے اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

آپ کی اخبار کا کچھ ماہ سے باقاعدگی کے ساتھ مطالعہ کا موقع مل رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی اس کاوش کو مزید بڑھائے اور ساری ٹیم کو بہترین جزاء عطا کرے۔آمین

(وسیم احمد جنجوعہ۔ہائیڈل برگ جرمنی)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپکی کاوشوں کو رنگ لائے۔الفضل اخبار کے ذریعہ سے جہاں احباب جماعت کی علمی، تربیتی اور تبلیغی رجحانات کو تقویت ملتی ہے وہاں ادبی پیاس بھی بجھتی ہے۔خاکسار ایک مختصر مضمون کے بارہ میں اپنے احساسات کا اظہار کرنا چاہتا ہے۔

محترمہ صفیہ بشیر سامی صاحبہ نے ’’لاک ڈاؤن میں میری عید اور عیدی‘‘ میں عید اور عیدی کا سماں جو باندھا سو باندھا پر جو جماعت احمدیہ کے ایک حسن کا جو بیان کیا تو آنکھیں بھر آئیں۔یقیناً محترمہ نے ان گنت احمدی احباب و خواتین کے تجربات کو زبان دی جو اظہار کرتے ہیں یا کر نہیں سکتے۔فجزاہا اللہ خیرا۔

(نصیر احمد شاہد۔مربی سلسلہ فرانس)

☆...☆...☆

بہت ہو چکی اے زمانے کے مالک، بس اب اپنے لطف و کرم کی نظر کر

بہت ہو چکی اے زمانے کے مالک، بس اب اپنے لطف و کرم کی نظر کر
ترے عرش کو جو ہلا دے الٰہی، دعاؤں میں اب تُو وہ پیدا اثر کر
ہمیں اپنی رحمت کے سائے میں لے لے، ہمارے گناہوں سے تُو درگزر کر
بہت ہو چکی اے زمانے کے مالک، بس اب اپنے لطف و کرم کی نظر کر

نہیں آسرا کوئی تیرے سوا بس، تجھی پہ جمی ہیں ہماری نگاہیں
بجز تیرے در کے کہیں میرے مولا، کسی کو بھی ملتی نہیں ہیں پناہیں
کرم کر الٰہی تُو اب تو کرم کر، کہ اشکوں سے تر ہوگئیں سجدہ گاہیں
بہت ہو چکی اے زمانے کے مالک، بس اب اپنے لطف و کرم کی نظر کر

الٰہی دعاؤں کی توفیق دے دے، کہ سجدوں میں یہ گِڑگِڑانے کے دن ہیں
ہمارے قدم ڈگمگانے نہ پائیں، یہ ایمان کے آزمانے کے دن ہیں
خُدا وندا بندے خُدا بن گئے ہیں، یہی تیری قدرت دکھانے کے دن ہیں
بہت ہو چکی اے زمانے کے مالک، بس اب اپنے لطف و کرم کی نظر کر

جو نے اُتارا تھا اُس دین سے اب، جُدا اک نرالا نصاب آ گیا ہے
عمل جو بھی احکام پہ کر رہا ہے، وہی شخص زیرِ عتاب آ گیا ہے
ترے نام پر ہو رہی ہیں وہ باتیں، کہ انسانیت کو حجاب آ گیا ہے
بہت ہو چکی اے زمانے کے مالک، بس اب اپنے لطف و کرم کی نظر کر

الاؤ دہکتے ہیں نفرت کے ایسے، خلوص و محبت کے گھر جل رہے ہیں
وہ احساسِ تقدیس مذہب ہے جاگا، مساجد کے دیوار و در جل رہے ہیں
زبانوں سے شعلے نکلتے ہیں ایسے، شرافت کے قلب و جگر جل رہے ہیں
بہت ہو چکی اے زمانے کے مالک، بس اب اپنے لطف و کرم کی نظر کر

یہی التجا تجھ سے ہے میرے مولا، کہیں کوئی انسان ٹھوکر نہ کھائے
مصائب کی ان یورشوں میں بھٹک کر کہیں کوئی نادان ٹھوکر نہ کھائے
کسی کے قدم ڈگمگانے نہ پائیں، کسی کا بھی ایمان ٹھوکر نہ کھائے
بہت ہو چکی اے زمانے کے مالک، بس اب اپنے لطف و کرم کی نظر کر

یہ ناموسِ اسلام کے پاسباں، جو سمجھتے ہیں خود کو یہودی چلن ہیں
یہ اسلام کے نام سے کھیلتے ہیں، پراگندہ فطرت دریدہ دہن ہیں
نہیں ان کو اسلاف سے کوئی نسبت کہ وہ بت شکن تھے یہ مسجد شکن ہیں
بہت ہو چکی اے زمانے کے مالک، بس اب اپنے لطف و کرم کی نظر کر

(کلام صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ سلمہا اللہ)

حافظ مصور احمد مزمل

جلسہ ہائے یوم مصلح موعود۔ سینیگال

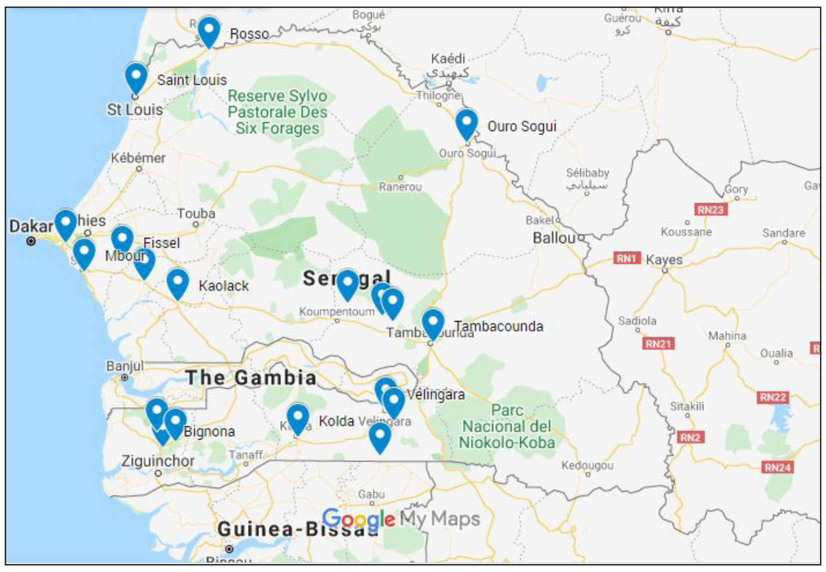

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ تمام دنیا کی طرح امسال بھی جماعت ہائے احمدیہ سینیگال میں کثیر تعداد میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ منانے کی توفیق ملی ۔ الحمد للہ علیٰ ذلک

اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ فروری کے آغاز میں ہی ریجنز میں میٹنگز کر کے جماعتوں میں جلسوں کے انعقاد کا پروگرام بنایا گیا۔ اور ہر ریجن میں ریجنل مبلغ سلسلہ نے لوکل معلمین کے تعاون سے سیرت مصلح موعود و پیشگوئی مصلح موعود پر مختلف مضامین تیار کر کے جماعتوں میں معلمین کو بھجوائے گئے۔ اس طرح جلسوں پر مؤثر انداز میں احباب تک پیشگوئی کی اہمیت اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی۔

تمام ریجنز کی کثیر جماعتوں میں جلسے منعقد کئے گئے۔ جن کی اجمالی تصویر نقشے کی صورت میں آویزاں کی گئی ہے۔ اور کچھ تفصیل ایک خاکے کی صورت میں ذیل میں درج ہے۔ امسال منعقد کئے جانے والے چند جلسوں کی مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	ریجن	جماعت	عناوین	تعداد احباب
1	ڈاکار	انڈکراپل	حضرت مصلح موعود کے علمی کارنامے	85 احباب و خواتین
2	چئیس	امبور	پیشگوئی مصلح موعود	27 احباب و خواتین
3	چئیس	فسل	ذیلی تنظیموں کا قیام، حضرت مصلح موعود کا کارنامہ	200 احباب و خواتین
4	چئیس	فاٹیک	حضرت مصلح موعود کے علمی کارنامے	100 احباب و خواتین
5	چئیس	خاؤل	حضرت مصلح موعود کی سیاسی بصیرت	97 احباب و خواتین
6	سینٹ لوئس	ریشاٹول	پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر	56 احباب و خواتین
7	سینٹ لوئس	جوپ نان	حضرت مصلح موعود کے کارنامے	128 احباب و خواتین
8	سینٹ لوئس	لوگا	پیشگوئی مصلح موعود، صداقت رسول کریم ﷺ	85 احباب و خواتین
9	سینٹ لوئس	تانائے	پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق	76 احباب و خواتین
10	زنگاشور	سیبانور، کپسکرنگ	پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر	48 احباب و خواتین
11	زنگاشور	بینجونا	جماعت کے انتظامی خاکہ کے بانی	28 احباب و خواتین
12	زنگاشور	جاباں، باماں ٹوماں	حضرت مصلح موعود کی اسلامی دنیا کے لیے خدمات	49 احباب و خواتین
13	کولڈا	بیارو، کیل بسل	حضرت مصلح موعود کا مخالفین سے برتاؤ	98 احباب و خواتین
14	کولڈا	مسرا کمار	پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر	138 احباب و خواتین
15	کولڈا	کولڈا، پایونگو	پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ کے مصداق	103 احباب و خواتین
16	تانباکنڈا	تانبا، پیر	پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر	283 احباب و خواتین
17	تانباکنڈا	پانجنٹ بالبے	پیشگوئی مصلح موعود ہستی باری تعالیٰ کا نشان	243 احباب و خواتین
18	تانباکنڈا	مدینہ منورہ	وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا	255 احباب و خواتین

کل احمدی شاملین:2099

غیر احمدی احباب:359

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جلسوں کو جماعت کے لئے بابرکت فرمائے۔ اور مصلح موعودؓ کی اسلام کے لئے کی گئی خدمات کو ساری جماعت اپنی اپنی استطاعت کے مطابق جاری رکھنے والی ہو۔ اور ہم بھی

☆...☆...☆

جماعت احمدیہ کا قیام اور تحریک جدید

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے کہ" اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔،،

(سورۃ جمعہ آیت 4)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا تا توحید کا بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔ الٰہی منشاء کے مطابق آپ نے 23 مارچ 1889ء (بمطابق 20 رجب 1310ھ) کو حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع لدھیانہ میں چالیس افراد سے بیعت لے کر جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اسی وجہ سے ہر سال 23 مارچ کو جماعت احمدیہ میں یوم مسیح موعود منایا جانا رائج ہے۔

بیعت کی غرض بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا: "اس جماعت میں داخل ہو کر اول زندگی میں تغیر کرنا چاہیے کہ خدا پر ایمان سچا ہو اور ہر مصیبت میں کام آئے۔ پھر اس کے احکام کو نظر خفت سے نہ دیکھا جائے بلکہ ایک ایک حکم کی تعظیم کی جائے۔ اور عملاً تعظیم کا ثبوت دیا جائے۔،،

(مطبوعہ الفضل 2007)

فرمایا: ''جو ہمارا مرید الٰہی محبت کی آگ سے جلتا ہو گا اور خدا کو حقیقی طور پر پالینے کی خواہش کمال درجہ پر اس کے سینہ میں شعلہ زن ہو گی اسی پر بیعت کا لفظ حقیقی طور صادق آوے گا۔،،

(ملفوظات جلد چہارم ص)

سو اس زمانے میں دین کی سچائی کو اکناف عالم میں پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس بطل جلیل اور جری اللہ کو کھڑا کیا جس نے سیف کا کام، قلم سے لیا اور دین کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پرخچے اڑا دیے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اسی عظیم الشان کام کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے بعد خلافت کا بابرکت نظام جاری فرمایا۔ اور خلافت کے ذریعے تکمیل اشاعت دین کے لئے تحریک جدید جیسے اسباب مہیا فرمائے۔ تحریک جدید براہ راست خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک تھی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ کے قلب مبارک پر ایسے رنگ میں یکایک القاء ہوئی کہ دنیا کی روحانی فتح کی سب منزلیں اپنی بہت سی تفصیلات کے ساتھ حضور کے سامنے آگئیں اور مستقبل میں فتوحات کے طریق کا نقشہ اور سکیم آپ پر عیاں ہو گئیں۔ آپ فرماتے ہیں: "جب میں نے اس کے متعلق ارادہ کیا تو میں خود نہ جانتا تھا کہ کیا کیا لکھوں گا۔ مگر جوں جوں میں نوٹ لکھتا جاتا تھا خدا تعالیٰ وہ طریق اور وہ ذرائع سمجھاتا جاتا تھا جن سے احمدیت مضبوط ہو سکتی تھی

(تقریر غیر مطبوعہ 27 دسمبر 1946ء، تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 4)

''میں سمجھتا ہوں میری زندگی میں بھی یہ ایسا ہی واقعہ تھا جبکہ روح القدس میرے دل پر اترا اور وہ میرے دماغ پر ایسا حاوی ہو گیا کہ مجھے یوں محسوس ہوا گویا اس نے مجھے ڈھانک لیا ہے اور ایک نئی سکیم ایک دنیا میں تغیر پیدا کر دینے والی سکیم میرے دل پر نازل کر دی اور میں دیکھتا ہوں کہ میری تحریک جدید کے اعلان سے پہلے کی زندگی اور بعد کی زندگی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ قرآنی نکتے مجھ پر پہلے بھی کھلتے تھے اور اب بھی کھلتے ہیں۔ مگر پہلے کوئی معین سکیم میرے سامنے نہیں تھی جس کے قدم قدم کے نتیجہ سے میں واقف ہوں۔۔۔ دشمنوں کی بہت سی تدبیریں میرے سامنے بے نقاب ہیں۔ ان کی کوششوں کا مجھے علم ہے۔ اور یہ تمام امور ایک وسیع تفصیل کے ساتھ میری آنکھوں کے سامنے موجود ہیں۔۔۔۔،،

(تاریخ احمدیت جلد 8 صفحہ 5،6، الفضل 7 اپریل 1939ء صفحہ 7 کالم 2)

تحریک جدید میں تمام افراد جماعت کی شمولیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا:۔

''گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہو گا۔ مگر جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہو گا کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہاں میں پکڑا جائے گا۔۔۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے۔ وہ میری اس تحریک پر آگے آجائے گا۔ اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ اس کا ایمان کھویا جائے گا۔''

فرمایا: ''یہ تحریک کسی خاص گروہ سے مختص نہیں۔ بلکہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے۔ جو احمدی اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا۔ ہم اسے احمدیت اور اسلام میں کمزور سمجھیں گے۔ کیونکہ جس شخص کے دل میں یہ خواہش نہیں کہ)دین (کی خدمت اور احمدیت کی اشاعت کے لئے کچھ خرچ کرے، اس کا۔۔۔ احمدیت کا قبول کرنا محض بیکار ہے،، فرمایا:"میں نے اس چندہ کو لازمی کر دیا ہے۔ جماعت کے ہر مرد اور عورت کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لے۔''

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں:۔

''علاوہ آمد پر چندے کے اور وصیت وغیرہ کے مختلف تحریکات بھی ہوتی رہتی ہیں ان میں سے ایک مستقل تحریک، تحریک جدید کی بھی ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے کی تھی۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہ نے یہ تحریک کی اس کا بہت بڑا مقصد ہندوستان سے باہر دنیا میں تبلیغ اسلام تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بہترین نتائج نکلے اور آج احمدیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 193 (اس وقت 213) ممالک میں یا تو اچھی طرح قائم ہو چکی ہے یا ایسے پودے لگے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی صحت کے ساتھ پروان چڑھ رہے ہیں۔''

(مطبوعہ الفضل 27 نومبر تا 13 دسمبر 2009)

حضرت مسیح علیہ السلام عصر حاضر میں تکمیل اشاعت دین کے لئے تشریف لائے۔ اسی مقصد کے لئے جماعت کی بنیاد آج سے ایک سو تیس برس قبل رکھی۔ اسی مقصد کے لئے خلافت کے زیر سایہ نظام جماعت اور افراد جماعت کوشاں ہیں۔ دنیا چاہے کچھ کہے، تکفیر کے فتوے لگائے۔ مگر ہم سب جب تک دم میں دم ہے اسی مقصد کے لئے کوشاں رہیں گے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا:۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم — گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اشاعت دین کے لئے تحریک جدید کی مالی قربانی میں بھی تا حد استطاعت بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: کمیونیکیشن از روئے سائنس ...... از صفحہ 8

میں عمومی رواج تھا کہ ہر موقع کی مناسبت سے شاعری کرتے تھے۔ خوشی کا موقع ہو یا غم کا موقع، کسی کی تعریف کرنی ہو یا مذمت مطلوب ہو، شاعری کو سہارا بنایا جاتا تھا منکرین آنحضرت ﷺ کی پاک ذات کے متعلق بھی ہجو یہ شاعری کرتے تھے (نعوذ باللہ)۔ اس موقع پر صحابی رسول، شاعر نبوی حضرت حسان بن ثابتؓ اپنے منظوم کلام کے ذریعہ کفار کی اس ہجو کا جواب دیا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو دعا بھی دی کہ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُس اے اللہ حسان کی روح القدس سے تائید فرما کیونکہ یہ کفار کو ہجو کا جواب دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت حسان بن ثابتؓ دور نبوی میں اسلام کے پریس ادارہ کے طور پر کام کر رہے تھے اور اس دور میں یہ محاذ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے عاشق صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے سنبھالا ہے۔ جس کا اعتراف غیروں نے بھی کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس دور میں جس طرح اسلام اور محمد ﷺ کا دفاع کیا ہے اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنے علم اور صلاحیتوں سے اسلام، قرآن کریم اور حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی خدمت اور دفاع کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

☆...☆...☆

آج کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ''۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ

ترجمہ: ''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کی لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا''۔

یہ پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی کھانا شروع کرنے اور کھانا کھانے کے بعد کی دعائیں ہیں۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نکالا ہو۔ اگر آپ کو کوئی کھانا اچھا لگتا تو اسے کھا لیتے اور اچھا نہ لگتا تو خاموش رہتے''۔

حضرت انس بن ملک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں خیر و برکت زیادہ کرے تو وہ کھانا کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھوئے اور کلی کرے۔ اور کھانا کھانے کے بعد بھی ہاتھ دھوئے اور کلی کرے''۔

(ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب الوضوء عند الطعام)

از طرف: قدسیہ محمود سردار

تبرکات: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاوند کی حیثیت میں

سب سے بہتر شخص

مقدس بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اقوال میں سے ایک قول یہ ہے کہ خَیۡرُ کُمۡ خَیۡرُ کُمۡ لِاَھۡلِہٖ [٣] یعنی تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ معاملہ کرنے میں سب سے بہتر ہے۔ آپؐ کے ان الفاظ کو اگر اس بارہ میں آپ کی تعلیم اور آپؐ کے تعامل کا خلاصہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ آپ کی خانگی زندگی یقیناً ان الفاظ کی بہترین تفسیر تھی۔

رسول کریمؐ اور تعدد ازدواج

قومی اور ملکی اور سیاسی اور دینی ضروریات نے آپؐ کو مجبور کیا کہ آپ ایک وقت میں ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کریں۔ اور یہ ایک قربانی تھی جو آپؐ کو ایک غیرنفسی ضرورت کے ماتحت کرنی پڑی۔ مگر آپؐ نے اس قربانی کی روح کو اس خوبی اور کمال کے ساتھ نبھایا...... اور باوجود اپنی خانگی ذمہ داری کی پیچیدگیوں کے معاشرت کا ایک ایسا اعلیٰ نمونہ قائم کیا جو دنیا کے لئے ہمیشہ کے واسطے ایک شمع ہدایت کا کام دے گا۔ میرے یہ الفاظ میری قلبی خوش عقیدگی کی گونج نہیں ہیں بلکہ ان کی بنیاد ٹھوس تاریخی واقعات پر قائم ہے جنہیں کسی دوست کی خوش عقیدگی یا کسی دشمن کا تعصب اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتے۔

معاشرت کا کامل نمونہ

کثرت ازدواج کی وجہ سے جو اضافہ آپ کی خانگی ذمہ داریوں میں ہوا۔ اس کو آپ کی ان گوناگوں اور بھاری ذمہ داریوں نے اور بھی بہت زیادہ کر دیا تھا جو ایک مصلح۔ ایک امام۔ جماعت۔ ایک انتظامی حاکم۔ ایک جوڈیشل قاضی۔ ایک سیاسی لیڈر۔ ایک فوجی جرنیل اور ایک بین۔الاقوام نظام جمہوریت کے صدر کی حیثیت میں آپ پر عائد ہوتی تھیں اور ہر شخص جو آپ کی خانگی زندگی اور گھر کی معاشرت کے متعلق کوئی رائے قائم کرنا چاہتا ہے اس کا یہ پہلا فرض ہے کہ ان حالات کو پورے طور پر مدنظر رکھے جو آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں نے آپ کے لئے پیدا کر رکھے تھے۔ میں نے یہ الفاظ اس لئے تحریر نہیں کئے کہ میں آپؐ کی زندگی کے حالات کو آپ کی خانگی معاشرت پر رائے لگاتے وقت ایک موجب رعایت کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں بلکہ میں نے یہ الفاظ اس لئے لکھے ہیں کہ تا یہ ظاہر ہو باوجود ان عظیم الشان ذمہ داریوں کے جو عام اسباب کے ماتحت یقیناً آپؐ کے خانگی فرائض کی ادائیگی کے رستے میں روک ہوسکتی تھیں۔ آپؐ نے معاشرت کا وہ کامل نمونہ دکھایا جو دنیا کے ہر شخص کو خواہ وہ کیسے ہی حالات زندگی کے ماتحت رہا ہو شرماتا ہے۔

مگر یہ مضمون اس قدر وسیع ہے اور اس پر روشنی ڈالتے ہوئے اس قدر مختلف پہلو انسان کے سامنے آتے ہیں کہ اس مختصر گنجائش کو دیکھتے ہوئے جو ایڈیٹر صاحب الفضل نے (جن کی تحریک پر میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں) اس کے لئے مقرر کی ہے اس مضمون پر زیادہ بسط کے ساتھ لکھنا تو درکنار معمولی اور واجبی تفصیل میں جانا بھی ناممکن ہے۔ پس میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف چند موٹی موٹی باتوں کے تحریر کرنے پر اکتفا کروں گا۔ وما توفیقی الا باللّٰہ

رسول کریمؐ کی پہلی شادی

سب سے پہلی شادی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی وہ حضرت خدیجہ سے تھی۔ اس وقت آپ کی عمر صرف پچیس سال تھی اور حضرت خدیجہ چالیس سال کی عمر کو پہنچ چکی تھیں اور بیوہ تھیں۔ گویا آپ نے عین عنفوان شباب میں ایک ادھیڑ عمر کی عورت سے شادی کی۔ بظاہر حالات یہ خیال ہوسکتا ہے کہ شاید یہ شادی کسی وقتی مصلحت کے ماتحت ہوگئی ہوگی اور بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خانگی زندگی کوئی خوشی کی زندگی نہیں گذری ہوگی کیونکہ جہاں بیوی کی عمر خاوند کی عمر سے اتنی زیادہ ہو کہ ایک کی جوانی کا عالم اور دوسرے کے بڑھاپے کا آغاز ہو تو وہاں عام حالات میں ایسا جوڑا کوئی خوشی کا جوڑا نہیں سمجھا جاتا مگر یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا خوشی کا اتحاد ہوا ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ کی خانگی زندگی میں نظر آتا ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ کامل محبت ایک دوسرے پر کامل اعتماد۔ ایک دوسرے کے لئے کامل قربانی کا نظارہ اگر کسی نے کسی ازدواجی جوڑے میں دیکھنا ہو تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ میں نظر آئے گا۔ کیا ہی بہشتی زندگی تھی جو اس رشتہ کے نتیجے میں دونوں کو نصیب ہوئی۔

پاکیزہ خانگی کا اثر

مجھے اس رشتہ کے کمال اتحاد کا احساس سب سے بڑھ کر اس وقت ہوتا ہے جبکہ میں اس تاریخی واقعہ کا مطالعہ کرتا ہوں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ اس غیر مانوس اور غیر متوقع جلال الٰہی سے مرعوب ہو کر سخت گھبرائے ہوئے اپنے گھر میں آئے اور ایک سہمی ہوئی آواز میں اپنی رفیق حیات سے فرمایا کہ مجھ پر آج یہ حالت گذری ہے اور مجھے اپنے نفس کی طرف سے ڈر پیدا ہوگیا ہے۔ اس وقت گھر میں بظاہر حالات صرف یہی میاں بیوی تھے۔ خاوند ادھیڑ عمر کو پہنچا ہوا۔ اور بیوی بوڑھی۔ گھر کی چار دیواری میں دوست و دشمن کی نظروں سے دور تکلف کا طریق بیرون از سوال تھا۔ دونوں پندرہ سال کے لمبے عرصہ سے ایک دوسرے کے رفیق زندگی تھے۔ ایک دوسرے کی خوبیاں ایک دوسرے کے سامنے تھیں۔ اگر کوئی کمزوری تھی تو وہ بھی ایک دوسرے پر مخفی نہ تھی۔ ایسی حالت میں جس سادگی کے ساتھ خاوند نے اپنی پریشانی اپنی بیوی سے بیان کی اور جس بے۔ساختگی کے عالم میں بیوی نے سامنے سے جواب دیا وہ اس مقدس جوڑے کے کمال اتحاد کا ایک بہترین آئینہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ کو دیکھ کر حضرت خدیجہ کی زبان سے جو الفاظ نکلے وہ تاریخ میں اس طرح بیان ہوئے ہیں:

" کَلَّا، وَاللّٰہِ! مَایُخۡزِنۡکَ اللّٰہُ اَبَدًا،اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحۡمِلُ الۡکَلَّ، وَتَکۡسِبُ الۡمَعۡدُوۡمَ، وَتَقۡرِی الضَّیۡفَ، وَتُعِیۡنُ عَلٰی نَوَائِبِ الۡحَقِّ۔ [٤]

ہے ہے ایسا نہ کہیں خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں ہونے دے گا۔ آپ رشتوں کی پاسداری کرتے ہیں۔ اور لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور وہ اخلاق جو دنیا سے معدوم ہو چکے تھے ان کو آپ نے اپنے اندر پیدا کیا ہے اور آپ مہمان نواز ہیں اور حق و انصاف کے رستے میں جو مصائب لوگوں پر آتے ہیں ان میں آپ ان کی اعانت فرماتے ہیں۔"

حضرت خدیجہ کے یہ الفاظ اپنے اندر ایک نہایت وسیع مضمون رکھتے ہیں جس کی پوری گہرائی تک وہی شخص پہنچ سکتا ہے جو دل و دماغ کے نازک احساسات سے اچھی طرح آشنا ہو۔ ان الفاظ میں اس مجموعی اثر کا نچوڑ مخفی ہے جو پندرہ سالہ خانگی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کے قلب پر پیدا کیا۔ جو خاوند اپنی روزمرہ زندگی کے واقعات سے اپنی بیوی کے دل و دماغ میں وہ اثرات پیدا کرسکتا ہے جن کا ایک چھوٹے پیمانہ کا فوٹو ان الفاظ میں نظر آتا ہے۔ اس کی پاکیزہ خانگی زندگی اور حسن معاشرت کا اندازہ کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

حضرت خدیجہؓ کے انتقال کا صدمہ

حضرت خدیجہؓ ہجرت سے کچھ عرصہ قبل انتقال فرماگئیں اور ان کی وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت صدمہ ہوا اور لکھا ہے کہ ایک عرصہ تک آپ کے چہرہ پر غم کے آثار نظر آتے رہے اور آپ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ ان کی وفات کے بعد جب کبھی ان کا ذکر آتا تھا آپؐ کی آنکھیں پُرنم ہوجاتی تھیں۔ ایک دفعہ حضرت خدیجہ کی بہن آپ سے ملنے کے لئے آئی اور دروازہ پر آ کر اندر آنے کی اجازت چاہی ان کی آواز مرحومہ خدیجہ سے بہت ملتی تھی۔ یہ آواز سن کر آپ بے۔چین ہوکر اپنی جگہ سے اٹھے اور جلدی سے دروازہ کھول دیا۔ اور بڑی محبت سے ان کا استقبال کیا جب کبھی باہر سے کوئی چیز تحفۃً آتی تھی۔ آپ لازماً حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو اس میں سے حصہ بھیجتے تھے اور اپنی وفات تک آپ نے کبھی اس طریق کو نہیں چھوڑا۔

بدر میں جب ستر کے قریب کفار مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوئے تو ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ،وسلم کے داماد یعنی زینب بنت خدیجہ کے خاوند ابوالعاص بھی تھے۔ جو ابھی تک مشرک تھے۔ زینب نے ان کے فدیہ کے طور پر مکہ سے ایک ہار بھیجا۔ یہ وہ ہار تھا جو مرحومہ خدیجہ نے اپنی لڑکی کو جہیز میں دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا اور حضرت خدیجہ کی یاد میں آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ آپ نے رقّت بھری آواز میں صحابہ سے فرمایا یہ ہار خدیجہ نے زینب کو جہیز میں دیا تھا۔ تم اگر پسند کرو تو خدیجہ کی یہ یادگار اس کی بیٹی کو واپس کردو [٥]۔ صحابہ کو اشارہ کی دیر تھی۔ انھوں نے فوراً واپس کر دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہار کی جگہ ابوالعاص کا یہ فدیہ مقرر فرمایا کہ وہ مکہ جاکر زینب کو فوراً مدینہ بھجوادیں۔ اور اس طرح ایک مسلمان خاتون (اور خاتون بھی وہ جو سرور کائنات کی لخت جگر تھی) دارکفر سے نجات پاگئی۔ حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زندہ بیوی کے متعلق کبھی جذبات رقابت نہیں پیدا ہوئے لیکن مرحومہ خدیجہ کے متعلق میرے دل میں بعض اوقات رقابت کا احساس پیدا ہونے لگتا تھا [٦]۔ کیونکہ میں دیکھتی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بڑی محبت تھی اور ان کی یاد آپ کی دل کی گہرائیوں میں جگہ لئے ہوئے تھی۔

دوسری شادیاں

حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آپؐ نے حضرت عائشہ اور حضرت سودہ کے ساتھ شادی کی اور ہجرت کے بعد تو حالات کی مجبوری کے ماتحت آپؐ کو بہت سی شادیاں کرنا پڑیں اور آپؐ کی خانگی ذمہ،داریاں بہت نازک اور پیچیدہ ہوگئیں مگر بایں ہمہ آپؐ نے عدل و انصاف کا ایک نہایت کامل نمونہ دکھایا اور کسی ذرا سی بات میں بھی انصاف کے میزان کو اِدھر اُدھر جھکنے نہیں دیا۔ آپؐ کا وقت آپ کی توجہ آپ کا مال آپ کا گھر اس طرح آپؐ کی مختلف بیویوں میں تقسیم شدہ تھے کہ جیسے کسی مجسم چیز کو ترازو میں تول کر تقسیم کیا گیا ہو۔ اور اس خانگی بانٹ کے نتیجہ میں آپؐ کی زندگی حقیقۃً ایک مسافرانہ زندگی تھی۔ اور آپؐ کا پروگرام حیات آپؐ کے اس قول کی ایک زندہ تفسیر تھا جو آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ

"کن فی الدنیا کعابری سبیلٍ [٧]۔

یعنی انسان کو دنیا میں ایک مسافر کی طرح زندگی گذارنی چاہیئے۔"

بیویوں میں کامل عدل

مگر باوجود اس کامل عدل وانصاف کے آپؐ فرماتے تھے کہ اے میرے خدا میں اپنی طاقت کے مطابق اپنی بیویوں میں برابری اور مساوات کا سلوک کرتا ہوں لیکن اگر تیری نظر میں کوئی ایسا حق وانصاف ہے جس سے میں کوتاہ رہا ہوں اور جو میری طاقت سے باہر ہے تو تو مجھے معاف فرما۔ آپ کا یہ عدیم المثال انصاف اس وجہ سے نہیں تھا کہ آپؐ کے دل میں اپنی ساری بیویوں کی ایک سی ہی قدر اور ایک سی ہی محبت تھی کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے اور خود آپؐ کے اپنے اقوال سے بھی پتہ لگتا ہے کہ آپ کو اپنی بعض بیویوں سے ان کی ممتاز خوبیوں اور محاسن کی وجہ سے دوسری بیویوں کی نسبت زیادہ محبت تھی۔ پس آپ کا یہ انصاف محض انصاف کی خاطر تھا۔ جسے آپ کی قلبی محبت کا فرق اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکا۔ مرض الموت میں جب کہ آپ کو سخت تکلیف تھی اور غشیوں تک نوبت پہنچ جاتی تھی آپ دوسروں کے کندھوں پر سہارا لے کر اور اپنے قدم مبارک کو ضعف ونقاہت کی وجہ سے زمین پر گھسیٹتے ہوئے اپنی باری پوری کرنے کے خیال سے اپنی بیویوں کے گھروں میں دورہ فرماتے تھے حتیّٰ کہ بالآخر خود آپ کی ازدواج نے آپ کی تکلیف کو دیکھ کر اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ آپؐ عائشہ کے گھر میں آرام فرمائیں ہم اپنی باری خود اپنی خوشی سے چھوڑتی ہیں۔ اس عدل وانصاف کے توازن کو قائم رکھنے کا آپ کو اس قدر خیال تھا کہ ایک دفعہ آپؐ کی موجودگی میں آپ کی بعض بیویوں کا کسی بات پر آپس میں کچھ اختلاف ہوگیا۔ حضرت عائشہ ایک طرف تھیں اور بعض دوسری بیویاں دوسری طرف۔ دوسری بیویوں نے غصہ میں آ کر حضرت عائشہ کے ساتھ کسی قدر سخت باتیں کیں۔ مگر حضرت عائشہ نے صبر سے کام لیا اور خاموش رہیں۔ ان کی خاموشی سے دلیر ہو کر ان بیگمات نے ذرا زیادہ سختی سے کام لینا شروع کیا جس پر حضرت عائشہ کو بھی غصہ آ گیا اور انھوں نے سامنے سے جواب دیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت موجود تھے اور آپ خوب جانتے تھے کہ اس معاملہ میں حضرت عائشہ حق پر ہیں اور حضرت عائشہ سے آپ کو دوسری بیویوں کی نسبت محبت بھی زیادہ تھی مگر چونکہ اس اختلاف کا کوئی عملی اثر نہیں تھا آپ بالکل خاموش رہے تاکہ دوسری بیویوں کے دل میں یہ احساس نہ پیدا ہو کہ آپؐ عائشہ کی پاسداری فرماتے ہیں۔ البتہ جب یہ نظارہ بدل گیا تو آپؐ نے حضرت عائشہ سے ازراہ نصیحت فرمایا چونکہ تم حق بجانب تھیں جب تک تم خاموش رہیں تمہاری طرف سے خدا کے فرشتے جواب دیتے رہے لیکن جب تم نے خود جواب دینے شروع کئے تو فرشتے چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔

تعلیم وتادیب کا خیال

تعلیم وتادیب کا یہ عالم تھا کہ آپؐ اپنے گھر میں ایک بہترین مصلح اور معلم کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور کوئی موقع اصلاح اور تعلیم کا ضائع نہیں جانے دیتے تھے۔ قرآن شریف کی ایک مشہور آیت ہے:

"قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ۸۔

یعنی اے مسلمانو اپنے ساتھ اپنے اہل وعیال کو بھی ہر قسم کی معصیت اور گناہ سے اور دوسرے ضرر رساں رستوں سے بچاؤ۔"

آپؐ اس آیت پر نہایت پابندی کے ساتھ مگر نہایت خوبی سے عمل پیرا تھے اور یہ آپؐ کی تعلیم وتربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ آپؐ کی ازواج مطہرات اسلامی اخلاق وعادت اور اسلامی شعار کا بہت اعلیٰ نمونہ تھیں۔ بشریت کے ماتحت ان سے بعض اوقات غلطی بھی ہو جاتی تھی لیکن ان کی غلطیوں میں بھی اسلام کی بو آتی تھی۔

حضرت عائشہؓ پر بہتان کا واقعہ

جب بعض شریر فتنہ پرداز منافقوں نے حضرت عائشہ پر بہتان باندھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا سخت صدمہ ہوا اور آپؐ کی زندگی بے چین ہوگئی۔ اس بے چینی کے عالم میں آپؐ نے ایک دن حضرت عائشہ سے فرمایا:

" عائشہ اگر تمہارا دامن پاک ہے تو خدا عنقریب تمہاری بریت ظاہر فرمادے گا مگر دیکھو انسان بعض اوقات ٹھوکر بھی کھاتا ہے لیکن اگر اس ٹھوکر کے بعد وہ سنبھل جائے اور خدا کی طرف جھکے تو خدا ارحم الراحمین ہے۔ وہ اپنے بندے کو ضائع نہیں کرتا تم سے اگر کوئی لغزش ہوگئی ہے تو تمہیں چاہیئے کہ خدا کی طرف جھکو اور اس کے رحم کی طالب بنو۔"

حضرت عائشہ کا دل پہلے سے بھرا ہوا تھا۔ اس خیال نے ان کے جذبات کو مزید ٹھیس لگائی کہ میرا رفیق زندگی اور میرا سرتاج بھی میرے متعلق اس قسم کی لغزش کا امکان تسلیم کرتا ہے۔ چنانچہ وہ تھوڑی دیر تو بالکل خاموش رہیں اور پھر یہ الفاظ کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئیں کہ:

"فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ۔ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۹۔

یعنی میرے لئے صبر ہی بہتر ہے۔ اور میں اس بات کے متعلق جو کہی جارہی ہے خدا کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگتی اور نہ میں اپنے دکھ کی کہانی خدا کے سوا کسی سے کہتی ہوں۔"

یہ حضرت عائشہ کی غلطی تھی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ ان پر کوئی بدظنی نہیں کی تھی بلکہ محض ایک اصولی نصیحت فرمائی تھی مگر آپؐ کے الفاظ نے حضرت عائشہ کے حساس دل کو چوٹ لگائی اور وہ اس غم میں اندر ہی اندر گھلنے لگ گئیں۔ لیکن اس پر کوئی زیادہ وقت نہ گزرا کہ حضرت عائشہ کی بریت میں وحی الٰہی نازل ہوئی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش خوش ان کے قریب گئے اور انہیں مبارک باد دی حضرت عائشہ نے رقّت بھری آواز میں جس میں کسی قدر رنج کی آمیزش بھی تھی جواب دیا کہ میں اس معاملہ میں کسی کی شکر گزار نہیں ہوں بلکہ صرف اپنے خدا کی شکر گزار ہوں جس نے خود میری بریت فرمائی۔ سرور کائنات کے سامنے اس رنگ میں یہ الفاظ کہنا بھی ایک غلطی تھی مگر دیکھو تو غلطیاں کیسی پیاری غلطیاں ہیں جیسے ایمان واخلاص کی لپٹیں اُٹھ اُٹھ کر دماغ کو معطر کر رہی ہیں اور یہ سب باغ وبہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا نتیجہ تھا۔

امہات المومنینؓ کو نصیحت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں عموماً یہ نصیحت فرماتے تھے کہ تمہاری حیثیت عام مومنات کی سی نہیں ہے بلکہ میرے تعلق کی وجہ سے تمہیں ایک بہت بڑی خصوصیت حاصل ہوگئی ہے اور تمہیں اس کے مطابق اپنے آپ کو بنانا چاہیئے بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ تم مومنوں کی روحانی مائیں ہو۔ جیسا کہ میں روحانی باپ ہوں۔ پس تمہیں ہر رنگ میں دوسروں کے واسطے ایک نمونہ بننا چاہیئے۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم کوئی غلط طریق اختیار کروگی تو خدا کی طرف سے تمہیں دوہری سزا ہوگی کیونکہ تمہارے خراب نمونہ سے دوسروں پر بھی برا اثر پڑے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب جب کثرت کے ساتھ اموال آئے تو دوسرے صحابیوں کی طرح آپؐ کی ازدواج نے بھی اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق حصہ مانگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تمہیں دنیا کے اموال کی تمنا ہے تو میں تمہیں مال دئے دیتا ہوں لیکن اس صورت میں تم میری بیویاں نہیں رہ سکتیں (کیونکہ میں اپنی زندگی کو دنیا کے مال ومتاع کی آلائش سے ملوث نہیں کرنا چاہتا) اور اگر تم میری بیویاں رہنا چاہتی ہو تو دنیا کے اموال کا خیال دل سے نکال دو سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہمیں خدا کے رسول کا تعلق بس ہے مال نہیں چاہیئے اور جب انہوں نے خدا کی خاطر دنیا کے اموال کو ٹھکرا دیا تو خدا نے اپنے وقت پر ان کو دنیا کے اموال بھی دے دیئے۔

محبت ودلداری

مگر اس تعلیم وتادیب کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت ودلداری کے طریق کو بھی کبھی نہیں چھوڑا حتیّٰ الوسع آپ ہر بات میں اپنی بیویوں کے احساسات اور ان کی خوشی کا خیال رکھتے تھے۔ ہمیشہ ان کے ساتھ نہایت بے تکلفی اور تلطّف سے بات کرتے۔ اور باوجود اپنی بہت سی مصروفیتوں کے اپنے وقت کا کچھ حصہ لازماً ان کے پاس گذارتے حتی کہ سفروں میں بھی باری باری اپنی بیویوں کو اپنے ساتھ رکھتے اور آپ کی عادت تھی کہ اپنی بیویوں کی عمر اور حالات کے مناسب ان سے سلوک فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ جب بیاہی ہوئی آئیں تو ان کی عمر بہت چھوٹی تھی انہیں دنوں میں چند حبشی لوگ تلوار کا کرتب دکھانے کے لئے مدینہ میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی مسجد میں کرتب دکھانے کی اجازت دی۔ اور آپ نے خود حضرت عائشہ کو اپنی اوٹ میں لے کر اپنے حجرہ کی دیوار کے پاس کھڑے ہوگئے اور جب تک حضرت عائشہ اس تماشے سے (جو درحقیقت ایک فوجی تربیت کے خیال سے کرایا گیا تھا) سیر نہیں ہوگئیں۔ آپ اسی طرح کھڑے رہے۔ ۱۰۔

ایک اور موقع پر جبکہ حضرت عائشہ ایک سفر میں آپ کے ساتھ تھیں آپ نے ان کے ساتھ دوڑنے کا مقابلہ کیا جس میں حضرت عائشہ آگے نکل گئیں۔ پھر ایک دوسرے موقع پر جبکہ عائشہ کا جسم کسی قدر بھاری ہوگیا تھا آپ دوڑے تو حضرت عائشہ پیچھے رہ گئیں جس پر آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:-

"هٰذِهٖ بِتِلْكَ ۱۱۔

یعنی لو عائشہ اب اس دن کا بدلا اتر گیا ہے۔"

ایک دن حضرت عائشہ اور حفصہؓ بنت عمر نے صفیہؓ کے متعلق مذاق مذاق میں کچھ طعن کیا کہ وہ ہمارا مقابلہ کس طرح کرسکتی ہے ہم رسول اللہ کی صرف بیویاں ہی نہیں بلکہ آپؐ کی برادری میں آپ کی ہم پلہ ہیں اور وہ ایک غیر قوم ایک یہودی رئیس کی لڑکی ہے۔ صفیہؓ کے دل کو چوٹ لگی اور وہ رونے لگ گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو صفیہ کو روتے دیکھ کر وجہ دریافت کی۔ انہوں نے کہا عائشہ نے آج مجھ پر یہ چوٹ کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا واہ یہ رونے کی کیا بات تھی تم نے یہ کیوں نہ جواب دیا کہ میرا باپ خدا کا ایک نبی ہارون اور میرا چچا خدا کا ایک بزرگ نبی موسیٰ۔ اور میرا خاوند محمد (صلعم) خاتم النبین ۱۲۔ پھر مجھ سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے۔ بس اتنی سی بات سے صفیہ کا دل خوش ہوگیا۔

نوجوانی کی حالت میں طبعاً محبت کے جذبات زیادہ تیز ہوتے ہیں اور ایسا شخص دوسرے کی طرف سے بھی محبت کا زیادہ مظاہرہ چاہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو علم النفس کے کامل ترین ماہر تھے اس جہت سے بھی اپنی بیویوں کے مزاج کا خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ نے (جو آپ کی ساری بیویوں میں سے خوردسالہ تھیں) کسی برتن سے منہ لگا کر پانی پیا جب وہ پانی پی چکیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن کو اٹھایا اور اسی جگہ منہ لگا کر پانی پیا جہاں سے حضرت عائشہ نے پیا تھا ۱۳۔ اس قسم کی باتیں خواہ اپنے اندر کوئی زیادہ وزن نہ رکھتی ہوں مگر ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاشرت پر ایک ایسی روشنی پڑتی ہے جسے کوئی وقائع نگار نظر انداز نہیں کرسکتا۔ الغرض محبت میں تلطف میں دلداری میں وفاداری میں تعلیم وتربیت میں تادیب واصلاح میں اور پھر مختلف بیویوں میں عدل وانصاف میں آپ ایک ایسا کامل نمونہ تھے کہ جب تک نسل انسانی کا وجود قائم ہے دنیا کے لئے ایک شمع ہدایت کا کام دے گا۔ اللھم صل علی محمد وعلیٰ ال محمد وبارک وسلم۔

(مطبوعہ الفضل 31 مئی 1929ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

حسان محمود

کمیونیکیشن سائنس ازروئے قرآن

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں انسانی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت قرار دیا ہے۔عبادت کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے تعلق ہونا بھی ضروری ہے اور اس کی ذات کا عرفان حاصل ہونا بھی لازمی ہے۔ اس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابتداء انسانیت سے ہی انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا۔ انبیاؑ نے آ کر جہاں مخلوق کے خالق سے تعلق قائم کرنے کے لئے اپنے ذاتی نمونے دکھائے۔ وہیں پر اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اپنی ذات کا عرفان عطاء کرنے کے لئے انبیاء سے ہم کلام ہو کر الہامی کتب کا نزول فرمایا اور علم کے ابواب بنی نوع انسان کے لئے کھولے۔ جب دنیا ذہنی ارتقاء حاصل کر کہ اپنی عقلی بلوغت کو پہنچ گئی تو اپنے سب سے پیارے نبی اور اپنی سب سے کامل کتاب کو بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے نازل فرمایا۔

اللہ تعالیٰ سورۃ رحمن میں فرماتا ہے اَلرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ (سورۃ رحمٰن 2-5)

بے انتہا رحم کرنے والا اور بن مانگے دینے والا۔ اُس نے قرآن کی تعلیم دی۔ انسان کو پیدا کیا۔ اسے بیان سکھایا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی ﷺ‘‘

پس اس دور میں قرآن کریم ہی وہ واحد کتاب الٰہی ہے جو ہر قسم کی خیر و برکت اور علم کا خزانہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ مضمون ھٰذا میں قرآن شریف سے موجودہ دور کے ایک سبجیکٹ جسے کمیونیکیشن سائنسز یا میڈیا کا مضمون کہا جاتا ہے کہ ایک ماڈل کو قرآن سے ثابت کرنا مقصود ہے۔

کمیونیکیشن سائنسز کا ایک ماڈل جو SMCR Model یا Berlos Model of Communication کہلاتا ہے، 1960ء میں پیش کیا گیا۔ اس ماڈل کے چار بنیادی اجزاء ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

S:Sender M:Message C:Channel R:Receiver

لیکن قرآن کریم نے تقریباً چودہ سو سال قبل اس ماڈل کو پیش کیا اور قرآن کریم کی ابتداء میں اس ماڈل آف کمیونیکیشن کو رکھ کر اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت فرمادیا کہ اس الہام میں کسی قسم کا کوئی جھول یا رخنہ نہیں۔ ایک ٹیبل کی مدد سے میں اس ماڈل کو قرآن سے ثابت کرتا ہوں۔

کمیونیکیشن ماڈل	قرآن کریم	تفصیل
Sender پیغام بھیجنے والا	آلٓمّٓ أنَا اللّٰہُ أعلَم۔ میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں	الم کی ابتداء کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ثابت فرما دیا کہ یہ کتاب میرے منبعِ علم سے پھوٹی ہے اور میں ہی اس کتاب کو نازل کرنے والا اور اس پیغام کو بھیجنے والا ہوں۔
Message پیغام	ذٰلِکَ الۡکِتَابُ یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے	ذٰلک الکتاب کے ذریعہ فرمایا کہ یہ وہ پیغام ہے جو ایک کتاب کی صورت میں ہوگا اور وہ کتاب ایک عظیم الشان کتاب ہو گی۔
Channel ذریعہ	لَا رَیۡبَ فِیۡہِ اس میں کوئی شک نہیں	لاریب فیہ فرما کر ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ فرما دیا کہ اس کتاب میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں۔ نہ اس کی صورت میں اور نہ ہی اس کے نزول میں کیونکہ اس پیغام کو لے کر آنے والے جبرائیلؑ ہیں۔
Receiver پیغام وصول کرنے والا	ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ متقیوں کے لئے ہدایت ہے	ھدی للمتقین فرما کر اس پیغام کو وصول کرنے والوں کے متعلق نشان دہی فرمادی کہ اس کتاب کو بہت سے لوگ پڑھیں گے لیکن فائدہ اس سے متقی اٹھائیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس مضمون اپنی کتاب براہین احمدیہ میں علل اربعہ کی صورت میں بیان فرمایا ہے۔

ا(علت فاعلی ۲)علت مدی ۳) علت صوری ۴) علت غائی

جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’آلٓمّٓ ذٰلِکَ الۡکِتَابُ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ پر غور کرنا چاہیئے کہ کس لطافت اور خوبی اور رعایت ایجاز سے خدائے تعالیٰ نے وسوسہ ءمذکور کا جواب دیا ہے۔

اوّل قرآن شریف کے نزول کی علت فاعلی بیان کی اور اس کی عظمت اور بزرگی کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا آلٓمّٓ میں خدا ہوں جو سب سے زیادہ جانتا ہوں۔یعنی نازل کنندہ اس کتاب کا میں ہوں جو علیم و حکیم ہوں جس کے علم کے برابر کسی کا علم نہیں۔

پھر بعد اس کے علت مادی قرآن کے بیان میں فرمائی اور اس کی عظمت کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا ذٰلِکَ الۡکِتَابُ وہ کتاب ہے یعنے ایسی عظیم الشان اور عالی مرتبت کتاب ہے جس کی علت مادی علم الٰہی ہے یعنی جس کی نسبت ثابت ہے کہ اس کا منبع اور چشمہ ذات قدیم حضرت حکیم مطلق ہے۔ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے وہ کا لفظ اختیار کرنے سے جو ُ بعد اور دوری کے لئے آتا ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ کتاب اس ذاتِ عالی صفات کے علم سے ظہور پذیر ہے جو اپنی ذات میں بے مثل و مانند ہے جس کے علومِ کاملہ و اسرار دقیقہ نظر انسانی کی حد جولان سے بہت بعید اور دور ہیں۔

پھر بعد اس کے علت صوری کا قابل تعریف ہونا ظاہر فرمایا اور کہا لَا رَیۡبَ فِیۡہِ یعنے قرآن اپنی ذات میں ایسی صورت مدلل و معقول پر واقعہ ہے کہ کسی نوع کے شک کرنے کی اس میں گنجائش نہیں۔ یعنی وہ دوسری کتابوں کی طرح بطور کتھا اور کہانی کے نہیں۔ بلکہ ادلّہِ یقینیہ و براہین قطعیہ پر مشتمل ہے اور اپنے مطالب پر حجج بینہ اور دلائل شافیہ بیان کرتا ہے اور فی نفسہ ایک معجزہ ہے جو شکوک اور شبہات کے دور کرنے میں سیف قاطع کا حکم رکھتا ہے۔ اور خدا شناسی کے بارے میں صرف ہونا چاہیئے کے ظنی مرتبہ میں نہیں چھوڑتا بلکہ ہے کے یقینی اور قطعی مرتبہ تک پہنچاتا ہے۔

یہ تو علل ثلاثہ کی عظمت کا بیان فرمایا اور پھر باوجود عظیم الشان ہونے ان ہرسہ علتوں کے جن کو تاثیر اور اصلاح میں دخل عظیم ہے۔ علت رابعہ یعنے علت غائی نزول قرآن شریف کو جو رہنمائی اور ہدایت ہے صرف متقین میں منحصر کر دیا اور فرمایا ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ یعنے یہ کتاب صرف ان جواہر قابلہ کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی ہے جو بوجہ پاک باطنی و عقل سلیم و فہم مستقیم و شوق طلب حق و نیت صحیح انجام کار درجہ ایمان و خدا شناسی و تقویٰ کامل پر پہنچ جائیں گے۔ یعنے جن کو خدا اپنے علم قدیم سے جانتا ہے کہ ان کی فطرت اس ہدایت کے مناسب حال واقعہ ہے۔ اور وہ معارف حقانی میں ترقی کر سکتے ہیں۔ وہ بالآخر اس کتاب سے ہدایت پا جائیں گے اور بہرحال یہ کتاب ان کو پہنچ رہے گی۔ اور قبل اس کے جو وہ مریں۔ خدا ان کو راہ راست پر آنے کی توفیق دے دے گا۔ اب دیکھو اس جگہ خدائے تعالیٰ نے صاف فرمادیا کہ جو لوگ خدائے تعالیٰ کے علم میں ہدایت پانے کے لائق ہیں اور اپنی اصل فطرت میں صفت تقویٰ سے متصف ہیں وہ ضرور ہدایت پا جائیں گے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 200 حاشیہ 11)

کمیونیکیشن سائنسز کا مضمون جدید دور کا تصور کیا جاتا ہے جبکہ اس کی بنیاد آنحضرت ﷺ کے دور مبارک سے ہمیں ملتی ہے۔ عربوں

بقیہ صفحہ 3 پر

23جون2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:12	19:06
مدینہ منورہ	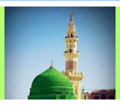	04:03	19:04
قادیان		03:44	19:38
ربوہ		03:24	19:17
اسلام آباد ٹلفورڈ	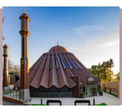	03:19	21:23